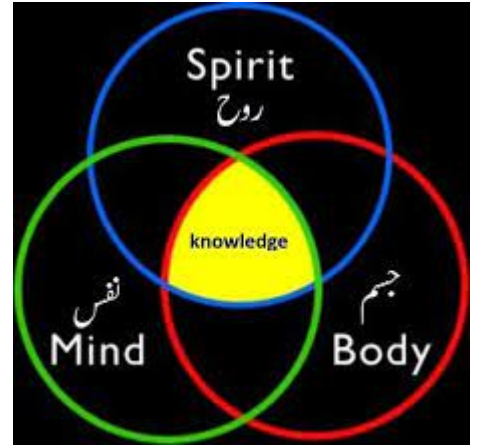


اس روایت کے کیا معنی ہیں کہ: جبکہ تمام انسان جسم اور روح سے پیدا کئے گئے ہیں؟

<?xml encoding="UTF-8?">



سوال

اس روایت کے کیا معنی ہیں کہ: "جس نے اپنے نفس کو پہچانا وہ اپنے پروردگار کو پہچانتا ہے۔" جبکہ تمام انسان جسم اور روح سے پیدا کئے گئے ہیں؟

ایک مختصر

نفس کے مفہوم اور اس کے بدن سے رابطہ کے بارے میں تفصیلی معلومات حاصل کرنے کے لئے آپ ہماری اسی سائٹ کے سوال نمبر ۳۵۱۵۰ {حقیقت نفس} اور سوال نمبر ۳۲۵۰ {رابطہ روح و نفس} کی طرف رجوع کرسکتے ہیں۔

لیکن مذکورہ سوال میں ذکر کئی گئی حدیث کے معنی کے بارے میں وضاحت کرنے کی ضرورت ہے۔ پیغمبر اسلام {ص} نے فرمایا ہے: "جس نے اپنے آپ کو پہچانا وہ اپنے پروردگار کو پہچانتا ہے۔" [1] اسلامی دانشوروں اور علماء نے اس حدیث شریف {من عرف نفسه عرف ربه} کے معنی کے بارے میں متعدد احتمالات بیان کئے ہیں۔ بعض علماء نے اس کے سلبی اور امتناعی معنی لئے ہیں، یعنی جس طرح نفس کی شناخت ممکن نہیں ہے، اسی طرح خدا کی شناخت بھی ممکن نہیں ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ اس سلسلہ میں قرآن مجید کی بعض آیات بھی گواہ ہیں، کیونکہ ایک جگہ پر ارشاد الہی ہے کہ: "اور پیغمبر یہ آپ سے روح کے بارے میں دریافت کرتے ہیں تو کہدیجئے کہ یہ میرے پروردگار کا ایک امر ہے اور تمہیں بہت تھوڑا سا علم دیا گیا ہے۔" [2] اور ایک دوسری جگہ پر ارشاد فرماتا ہے: "پھر جب مکمل کرلوں اور اس میں اپنی روح حیات پھونک دوں تو سب کے سب سجدہ میں گر پڑنا۔" [3] اس بناء پر چونکہ خدا کی روح قابل شناخت نہیں ہے، اس لئے انسان بھی جو خدا کی روح سے پیدا کیا گیا ہے، قابل شناخت نہیں ہے۔ خاص کر جب فرمایا ہے کہ "تمہیں بہت تھوڑا سا علم دیا گیا ہے۔"

لیکن اکثر علماء اس حدیث شریف کے اثباتی معنی لیتے ہیں، یعنی اپنے نفس کو پہچانا خداوند متعال کو پہچاننے کا وسیلہ ہے۔ اس حدیث شریف کے اثباتی معنی کے بارے میں بھی بعض علماء نے کہا ہے کہ نفس کی معرفت، خدا کی معرفت کی دلیل ہے، مخالفت کے طریقہ سے، نہ موافقت کے طریقہ سے، یعنی جو شخص اپنے

نفس کو اس میں تبدیلی، فنا، نقصان اور نیازمندی سے پہچان لے وہ اپنے پروردگار کو دائم، بقا، کمال اور بے نیازی سے پہچانتا ہے۔ [4] شائد امام صادق {ع} کی یہ روایت ان ہی معنی کی تائید کرتی ہو، کہ آپ {ع} نے فرمایا ہے: "عبودیت ایک گوہر ہے کہ اس کی اصل ربوبیت ہے اور عبد جو کچھ عبودیت میں کھو دیتا ہے وہ اسے ربوبیت میں پاتا ہے۔ [5] کیونکہ بعض اہل معرفت، سیر و سلوک کے باب میں اس کے قائل ہیں کہ سیر و سلوک کی تمام راہوں کی منزل ایک کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔

"برخود قدم نہ تا بہ خدا برسی۔" [6] {اپنے آپ پر قدم رکھنا تاکہ خدا تک پہنچ جاو گے} بعض علماء نے موافقت کے طریقہ سے اس کے معنی لئے ہیں، اس بنا پر بھی کچھ دلائل پیش کئے گئے ہیں۔ بعض دانشوروں نے کہا ہے کہ چونکہ انسان خدا کی روح سے پیدا کیا گیا ہے: "ونفخت فیہ من روحی" [7] لہذا انسان کے نفس کی پہچان خدا کی پہچان کا لازمہ ہے۔ [8] یعنی ان علماء کے نظریات کے گواہ و شاہد وہی آیات ہیں، جن سے امتناع کے قائل علماء نے استناد کیا ہے۔

اس روایت کے معنی کی ایک اور صورت یہ ہو سکتی ہے کہ: انسان کا نفس، چونکہ ذات، صفات اور افعال کے لحاظ سے اپنے پروردگار کے مانند ہے، اس بنا پر، اسماء و صفات الہی کو صحیح معنوں میں سمجھنا خاص کر، ذات الہی کے اپنی مخلوقات سے رابطہ کی کیفیت کو صحیح معنوں میں ادراک کرنا اور خدا کی {ذاتی، صفاتی اور افعالی} توحید کی حقیقت کو ادراک کرنا، نفس کے مسائل کو دقیق صورت میں سمجھنے سے ممکن ہے۔ مثال کے طور پر یہ صفات الہی کہ: وہ سب کے ساتھ ہے، لیکن کسی کا ہم نشین نہیں ہے، سب سے مختلف ہے لیکن کسی چیز سے جدا نہیں ہے، [9] تمام اشیاء کے اندر ہے لیکن کسی چیز کے دوسری چیز کے اندر ہونے کے مانند نہیں ہے، سب سے باہر ہے لیکن کسی چیز کے دوسری چیز سے جدا ہونے کے مانند نہیں ہے، [10] بہ الفاظ دیگر، تمام طبیعی عوامل کی تاثیر کا اعتراف کرنے کے باوجود، خداوند متعال کے ہر ذرہ میں موجود ہونے کا شہودی اور باطنی ادراک، نفس کی معرفت کے طریقہ سے حاصل ہوتا ہے۔

[1] - «قَالَ النَّبِيُّ (ص) مَنْ عَرَفَ نَفْسَهُ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهُ ثُمَّ عَلَيكَ مِنَ الْعِلْمِ بِمَا لَا يَصِحُّ الْعَمَلُ إِلَّا بِهِ وَ هُوَ الْإِخْلَاصُ. وَ قَالَ عَلِيُّ (ع) اَطْلُبُوا الْعِلْمَ وَ لَوْ بِالصَّيْنِ وَ هُوَ عِلْمٌ مَعْرِفَةِ النَّفْسِ وَ فِيهِ مَعْرِفَةُ الرَّبِّ عَزَّ وَ جَلَّ. علامہ مجلسی، بحار الانوار، ج 2، ص 32، مؤسسة الوفاء، بیروت، سال 1404 ق.

[2] - «وَ يَسْأَلُونَكَ عَنِ الرُّوحِ قُلِ الرُّوحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّي وَ مَا أُوتِيتُمْ مِنَ الْعِلْمِ إِلَّا قَلِيلًا»؛ اسرا، 85.

[3] - «فَإِذَا سَوَّيْتُهُ وَ نَفَخْتُ فِيهِ مِنْ رُوحِي فَقَعُوا لَهُ سَاجِدِينَ»؛ حجر، 29.

[4] - حسن زادہ آملی، حسن، ہزار و یک نکتہ، نکتہ 15، نشر رجاء، تہران، طبع پنجم، ۱۳۶۵ ش. حسن زادہ آملی، حسن، ہزار و یک نکتہ، نکتہ 15، نشر رجاء، تہران، چاپ پنجم، ۱۳۶۵ ش.

[5] - «قال الصادق ع العبودية جوهر كنهها الربوبية فما فقد من العبودية وجد في الربوبية»، منسوب به جعفر بن محمد عليه السلام (امام ششم)، مصباح الشريعة، ج 1، ص 7، اعلمی، بیروت، طبع اول، 1400 ق.

[6] - یزدان پناه، یداللہ، مبانی و اصول عرفان نظری، ص 67، مؤسسہ امام خمینی، قم، طبع اول، 1388.

[7] - الحجر، 29.

[8] - بحار الأنوار، ج 57، ص 324.

[9] - «مَعَ كُلِّ شَيْءٍ لَا بِمُقَارَنَةٍ وَ غَيْرُ كُلِّ شَيْءٍ لَا بِمُزَايَلَةٍ»، نهج البلاغة، خ 1.

[10] - «دَاخِلٌ فِي الْأَشْيَاءِ لَا كَشَيْءٍ دَاخِلٍ فِي شَيْءٍ وَ خَارِجٌ مِنَ الْأَشْيَاءِ لَا كَشَيْءٍ خَارِجٍ مِنْ شَيْءٍ»؛ کلینی، محمد بن

يعقوب، الكافي، محقق و مصحح: غفاری، علی اکبر، آخوندی، محمد، ج 1، ص 85، دار الکتب الإسلامية،
تهران، طبع چهارم، 1407ق.